© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

غور کیجئے دنیا کے تمام مسلمانوں میں رنگ و نسل اور ملک و وطن کے اختلافات کے باوجود وہ کونسا رشتۂ اتحاد دیکھتی ہے جس کے باعث چینی کا ایک سفید فام مسلمان افریقہ کے ایک حبشی کلمہ گو کو اپنا بھائی بلکہ اس سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ خون اور نسل کے جتنے رشتے ہیں ان کو اسلام کی خاطر نظر انداز کیا جاسکتا ہے لیکن عالمگیر اخوت کا تعلق کبھی اور کسی حالت میں نہیں بھلایا جاسکتا ہے۔ اصحاب خبر کو علم ہے کہ غزوۂ بدر میں اسلام کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک طرف تھے اور ان کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کافروں کی طرف سے لڑ رہے تھے، جنگ کے ختم ہونے کے بعد بیٹے نے باپ سے کہا "دورانِ جنگ میں آپ ایک مرتبہ میرے تیر کی زد پر آگئے تھے۔ اگر میں چاہتا تو آپ کو نشانہ بنا سکتا تھا لیکن آپ کے باپ ہونے کا خیال آگیا اس لئے تیر نہیں چلایا" بوڑھے باپ کی جرأت اور دلیری دیکھئے بیٹے سے فرماتے ہیں "لیکن اے عبدالرحمٰن! اگر تو بحالتِ جنگ میرے تیر کی زد میں آجاتا تو میں تجھکو نہ چھوڑتا" یہاں تو خیر! معاملہ یہیں تک محدود رہا۔ اسی غزوہ میں مشہور صحابی حضرت عبیدہ بن ابی جراح نے تو اپنے باپ کو قتل ہی کر ڈالا تھا جو مشرکین کے ساتھ ہو کر اسلام کے خلاف نبرد آزمائی کر رہا تھا

واقعات ایک دو نہیں بیشمار ہیں جن سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مسلمانوں نے قسم قسم کی بداعمالیوں کے باوجود اس رشتہ کا برابر احترام ملحوظ رکھا ہے اور دراصل یہی ایک رشتہ تھا جو ان کی شیرازہ بندی اور ان کو ایک مرکز پر جمع کرنے کا محرک اور سبب ہو سکتا تھا۔ انیسویں صدی میں سید جمال الدین افغانی مرحوم اور ان کے ساتھی "پین اسلام ازم" جو عالمگیر تحریک لیکر کھڑے ہوئے تھے اس کی بنیاد مسلمانانِ عالم کا یہی ایک رشتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اخوت و برادری تھا۔ بد قسمتی سے یہ تحریک کسی موثر شکل میں کامیاب نہیں ہو سکی لیکن یہ حقیقت ناقابل تردید ہے کہ اب یا آئندہ جب کبھی مسلمان بیدار ہوں گے اور وہ دنیا میں ایک عظیم الشان سیاسی طاقت کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کریں گے تو انھیں سب سے پہلے اپنے اسی تعلق کو زندہ کرنا اور اسلامی اخوت کی اسی بنیاد پر اپنی جدوجہد کی عمارت کو قائم کرنا ہوگا۔

مغربی طرزِ فکر نے جہاں مسلمانوں کی ملی و قومی روایات پر بعض اور تباہ کن اثرات ڈالے ہیں ان میں غالباً سب سے زیادہ مہلک اور تباہ کن اثر یہ ہے کہ ہر ملک کے مسلمان اپنے مسائل پر خالص ملکی اور وطنی نقطۂ نظر سے غور و فکر کرنے لگے ہیں اور اس وقت وہ اس حیثیت کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں کہ ان کی بقا اور زندگی کا راز عرب۔ افغان۔ ایران اور ترک ہو کر زندہ رہنے میں نہیں۔ بلکہ صرف اس بات میں مضمر ہے کہ وہ ایک عالمگیر اسلامی برادری کا فرد ہے اور اس کی اجتماعی زندگی کے حدود کسی خاص ملک یا ولایت تک محدود نہیں ہیں۔

چند روز سے ٹرکی کے اخبار نویسوں کا ایک وفد ہندوستان میں گھوم رہا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی دیرینہ روایات کے مطابق اس وفد کا ہر جگہ خاطر خواہ خیر مقدم اور تعظیم و تکریم کا معاملہ کیا۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ اخبارات کے ذریعہ وفد کی مختلف تقریروں کے جو اقتباسات ہماری نظر سے گذرے ہیں وہ حد درجہ دلشکن اور افسوسناک ہیں۔ اس وفد نے کئی تقریروں میں اس بات کو دہرایا ہے کہ "عالمگیر اسلامی اخوت محض ایک خواب ہے اور ٹرکی نے بیش از بیش قربانیوں کے بعد جو چیز حاصل کی ہے وہ صرف اسی وقت باقی رہ سکتی ہے جبکہ ٹرکی "نیشنلزم" پر عمل پیرا رہے۔ اس نقطہ پر زور دیتے ہوئے صدرِ وفد سے جب پوچھا گیا کہ آپ پہلے مسلمان ہیں یا ترک" تو انھوں نے جواب دیا" میں پہلے ترک ہوں"۔ بہت ممکن ہے بعض خوش عقیدہ مسلمانوں کے لئے ٹرکی کے ذمہ دار اخبار نویسوں کی زبان سے اس قسم کی باتیں تعجب اور حیرت کا باعث ہوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن جس شخص نے ۱۹۲۴ء میں الغائے خلافت کے بعد سے اب تک ٹرکی کے حالات کا جائزہ لیا ہے اور نہ صرف ٹرکی کا بلکہ عربی ممالک اور ایران و افغانستان کے حالات کو بھی دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ اس وفد کی زبان سے یہ باتیں غیر متوقع نہیں جو چیز بیس سال سے ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی ہو ہندوستان پہنچکر وہ کس طرح اس کا اخفا کر سکتے یا اس کے خلاف کوئی بیان دے سکتے تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانانِ ہند غلام ہیں اور ترک آزاد۔ اس لئے ایک غلام اپنے آزاد بھائی کے کسی قول و فعل پر کوئی نکتہ چینی بھی کرے تو اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ تاہم ہم اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ٹرکی نے "نیشنلزم" کا نظریہ یورپ کی تقلید میں ہی اختیار کیا تھا۔ لیکن کیا اسے معلوم نہیں کہ اب یہی نظریہ اس کے لئے پیامِ موت ثابت ہو رہا ہے اور وہاں کے مفکرین و مدبرین اب علانیہ "نیشنلزم" کو انسانی سوسائٹی کے لئے ایک شدید لعنت بتا کر اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اگر دنیا کو پرامن زندگی بسر کرنا ہے تو اس کی صورت بجز اس کے کوئی اور نہیں ہے کہ رنگ و نسل کے تمام امتیازات یکقلم اٹھا دیئے جائیں اور تمام انسان ایک عالمگیر برادری کے افراد کی حیثیت سے زندگی بسر کریں۔

ہماری دعا ہے کہ ٹرکی نگاہِ بد سے محفوظ رہے لیکن خدانخواستہ اگر کبھی کوئی ایسا وقت آیا جبکہ ٹرکی کو جنگ میں شریک ہونا پڑا تو اس وقت اسے اپنی غلطی محسوس ہوگی اور وہ سمجھیگی کہ عالمِ اسلام سے تعلق منقطع کر کے اپنے عقیدۂ نیشنلزم پر جما رہنا مذہبی اعتبار سے نہیں بلکہ خود سیاسی حیثیت سے بھی کس درجہ مہلک اور خطرناک تھا۔

© rasailojaraid.com